هفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

مورخہ ۲۶ جنوری سنہ ۱۹۶۲ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ● لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

خُلدِ حرم

حمید صدیقی لکھنوی

منتظرِ لطف ہیں ہم دیکھئے ۔۔۔ جاتے ہیں کب سُوئے حرم دیکھئے
دیدنی ہے حُسنِ حرم دیکھئے ۔۔۔ ہوتا ہے کس کس پہ کرم دیکھئے
کس کے لئے لائے نسیمِ سحر ۔۔۔ مژدۂ دیدارِ حرم دیکھئے
ذرۂ ناچیز کی ہستی ہی کیا ۔۔۔ مُہرِ منوّر کا کرم دیکھئے
ساتھ لئے بے سروسامانیاں ۔۔۔ ہم بھی ہیں مشتاقِ حرم دیکھئے
آرزوئے خلد وجناں تابکے ۔۔۔ جا کے ذرا خلدِ حرم دیکھئے
عُمر میں اک بار کم ازکم ضرور ۔۔۔ بارگہِ شاہِ اُمم دیکھئے
پہلے تو بنئے ہمہ تن دردوسوز ۔۔۔ پھر اثرِ گریۂ غم دیکھئے
دیکھئے جی بھر کے درِ پاک کو ۔۔۔ اور یہ آدابِ اَتم دیکھئے
دیدۂ بینا ہو تو ہر ذرّے میں ۔۔۔ جلوہ نما نُورِ قدم دیکھئے
رابطۂ شوقِ نگاہ وجمال ۔۔۔ گنبدِ خضرا پہ بہم دیکھئے
قُبّۂ پُر نُور کو بس بار بار ۔۔۔ سِدرہ و طوبیٰ کی قسم دیکھئے
شرطِ ادب ہے کہ درِ پاک کو ۔۔۔ ہٹ کے ذرا چند قدم دیکھئے
مجھ سا حقیر اور دیارِ حرم ۔۔۔ رحمتِ عالم کا کرم دیکھئے
دیکھ چکا ہو جو دیارِ حبیبؐ ۔۔۔ اُس کو بھی سر تا بقدم دیکھئے

کوئی بھی عالم ہو مگر اے حمید
شوقِ مدینہ نہ ہو کم دیکھئے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہفت روزہ خُدّام الدّین لاہور

جلد ۷ | ۱۸ر شعبان المعظم ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۶ر جنوری ۱۹۶۲ء | شمارہ ۳۹

محکمۂ تعلیم و محکمۂ جیلخانجات کا منظور شدہ

اس شمارہ میں

فون نمبر ۶۷۵۴۵

آہ مولانا فضل احمدؒ

کراچی سے یہ رنج دہ اور افسوسناک اطلاع موصول ہوئی ہے کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا حافظ فضل احمد صاحب مہتمم جامعہ مظہر العلوم (کھڈہ۔ کراچی) بقضائے الٰہی اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ادارہ "خدام الدین" اور امیر انجمن خدام الدین پس ماندگان کے رنج و غم میں برابر کے شریک ہیں۔ احباب سے ایصالِ ثواب اور دعاءِ مغفرت کی استدعا ہے۔ اللہ مرحوم کو جوارِ رحمت میں مقامِ اعلیٰ عطا فرمائے آمین!

اداریہ

کافرانہ جرأت کی انتہاء

حکومت پاکستان کا اسلامی فریضہ!

"خدام الدین" کی گذشتہ اشاعت میں مراکش کے ایک ماہانہ عربی رسالہ دعوۃ الحق کے حوالہ سے یہ خبر شائع کی گئی تھی کہ اٹلی کی ایک فلم کمپنی اور ایران کی ایک فلم کمپنی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو فلمانے کا ارادہ کیا ہے۔ اور مصر کے جامعہ ازہر کے مفتی شیخ احمد محمد ہارون نے مطالبہ کیا ہے کہ اس کمپنی کے خلاف بین الاقوامی عدالت میں دعویٰ دائر کیا جائے۔ اور جامعہ ازہر کی مذہبی قوانین کی کمیٹی نے اس بات کی زبردست مخالفت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کو سینماہالوں، ڈرامہ اسٹیجوں اور ٹیلی ویژن کے پردوں کی زینت بنایا جائے۔

یہ خبر نہایت وحشتناک ہے اور اس کا بڑا افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ اس میں شاہِ ایران کی سابقہ بیوی ملکہ ثریا کا بھی ہاتھ ہے۔ ہم ایسی بے پردہ، بیہودہ اور بے باک بیگمات کو پرِ پشہ سے بھی زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔ جن میں اسلامی حیا و غیرت باقی نہ رہی ہو۔ یہ ثریا سے تحت الثریٰ میں جا پہنچی ہیں۔

مفتی جامعہ ازہر بین الاقوامی عدالت میں دعویٰ دائر کرنے کی رائے دیتے ہیں ہمارے نزدیک اس طریق کار سے ہم عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تقاضوں سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے ہم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور عزت کو اللہ تعالےٰ کی ذات و صفات کے بعد ہر دوسری چیز سے برتر تصوّر کرتے ہیں اور اس کے لئے مرنے کو ہزار زندگیوں سے بہتر جانتے ہیں۔

اس خبر سے مسلمانوں کو ناقابلِ برداشت صدمہ پہنچا ہے۔ عیسائی دنیا نے ہمیشہ سے اس طرح کی بدفطرتی اور بداخلاقی کا ثبوت دیا ہے۔ مگر مسلمانانِ عالم کی والہانہ محبت نے جو آقائے مدنی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ساتھ ہے ہمیشہ ان کو ایسے عملی اقدامات سے باز رکھا۔ سلطان نور الدین زنگی کا ایک تاریخی واقعہ مشہور ہے۔ جب کہ انہوں نے دو نصرانیوں کو جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ شریف کی بے حرمتی کرنا چاہتے تھے۔ کیفرِ کردار تک پہنچایا۔ ابھی کل کی بات ہے کہ غازی علم الدین نے ایک توہینِ رسول کو اس کے مناسب حال سزا دینے کے لئے اپنی پیاری جان کی قربانی پیش کی۔ غالباً ترکی کے سلطان عبدالحمید خاں کے زمانہ کا قصہ ہے کہ ان کے زمانہ میں جب اس قسم کے ایک تماشے کی افواہ ہوئی جو یورپ کے کسی مقام میں ہونے والا تھا اور جس سے سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین ہوتی تھی۔ سلطان نے تمام ملکوں کے سفیروں کو بلا کر ان کے سامنے ایک ہنگامہ خیز اور پُرجوش تقریر کی کہ اپنی اپنی حکومتوں کو مطلع کر دو۔ اگر یہ تماشا ملتوی نہ ہوا تو میں وہ جھنڈا لے کر اعلان جہاد کروں گا جو سرکار مدینہ

بقیہ ص ۱۷

احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

لا الٰہ الا اللہ کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍؓ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ صَدَّقَهٗ رَبُّهٗ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَاَنَا اَكْبَرُ وَاِذَا قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ يَقُوْلُ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَحْدِيْ لَا شَرِيْكَ لِيْ وَاِذَا قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنَا لِيَ الْمُلْكُ وَلِيَ الْحَمْدُ وَاِذَا قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنَا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِيْ وَكَانَ يَقُوْلُ مَنْ قَالَهَا فِيْ مَرَضِهٖ ثُمَّ مَاتَ لَمْ تَطْعَمْهُ النَّارُ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

ترجمہ۔ حضرت ابوسعیدؓ اور اور ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہتا ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ تو تصدیق کرتا ہے ان الفاظ کی پروردگار اس کا اور کہتا ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَاَنَا اَكْبَرُ یعنی عبادت کے قابل کوئی معبود نہیں۔ مگر میں اور میں بہت بڑا ہوں اور جب وہ کہتا ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ تو خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَحْدِيْ لَا شَرِيْكَ لِيْ یعنی عبادت کے قابل کوئی معبود نہیں مگر میں۔ میں یکتا ہوں کوئی میرا شریک نہیں اور جب وہ کہتا ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ تو خداوند تعالیٰ کہتا ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنَا لِيَ الْمُلْكُ وَلِيَ الْحَمْدُ یعنی کوئی معبود نہیں مگر میں میرے ہی لئے بادشاہی ہے۔ اور میرے لئے حمد اور جب بندہ کہتا ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ تو خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنَا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِيْ۔ یعنی کوئی معبود نہیں مگر میں اور گناہ سے باز رہنا اور اطاعت کی قوت پانا میری ہی مدد سے ممکن ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص ان کلمات کو (یعنی جو اوپر مذکور ہوئے سوائے خدا کے جوابوں کے) اپنی بیماری میں کہے اور پھر مرجائے۔ تو آگ اس کو نہ کھائے گی یعنی نہ جلائے گی۔

تسبیح و تحمید کے فضائل

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَنَّهٗ دَخَلَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى امْرَاَةٍ وَبَيْنَ يَدَيْهَا نَوًى اَوْ حَصًى تُسَبِّحُ بِهٖ فَقَالَ اَلَا اُخْبِرُكِ بِمَا هُوَ اَيْسَرُ عَلَيْكِ مِنْ هٰذَا اَوْ اَفْضَلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَآءِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْاَرْضِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِثْلَ ذٰلِكَ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مِثْلَ ذٰلِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

ترجمہ۔ حضرت سعد بن وقاصؓ کہتے ہیں۔ کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک عورت کے ہاں گئے جس کے سامنے کھجوروں کی گٹھلیاں یا کنکریاں پڑی ہوئی تھیں۔ اور وہ ان کو شمار کرکے سبحان اللہ پڑھ رہی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر فرمایا کیا نہ بتلاؤں میں تجھ کو وہ چیز کہ وہ اس سے آسان ہو اور بہتر بھی (یعنی شمار کرکے تسبیح پڑھنے سے بہتر و افضل اور وہ یہ ہے۔ سبحان اللہ عدد ما خلق فی السماء وسبحان اللہ عدد ما خلق فی الارض وسبحان اللہ عدد ما بین ذلک و سبحان اللہ عدد ما خالق یعنی پاکی بیان کرتی ہوں میں اللہ کی اس مخلوق کی تعداد کے موافق جو آسمان میں ہے۔ اور پاکی بیان کرتی ہوں اس مخلوق کی تعداد کے موافق جو زمین میں ہے۔ اور پاکی بیان کرتی ہوں اس مخلوق کی تعداد کے موافق جو آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔ اور پاکی بیان کرتی ہوں۔ اس مخلوق کی تعداد کے موافق جو پیدا کی جانے والی ہے۔ ابد تک۔ اور اللہ اکبر کو بھی اسی طرح پڑھ اور الحمد للہ کو بھی اسی طرح اور لا الہ الا اللہ کو بھی اسی طرح اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ کو بھی اسی

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۱۰ر شعبان ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۸ر جنوری ۱۹۶۲ء

۱۰ر شعبان المعظم جمعرات کی شام کو حضرت اقدس علالت اور نقاہت کی وجہ سے مجلس ذکر میں تشریف نہ لا سکے حسب ارشاد مجلس ذکر انعقاد پذیر ہوئی چنانچہ ذکر کے بعد حضرت اقدس مدظلہ کی سابقہ تقریروں کے اقتباسات احقر نے حاضرین کو پڑھ کر سنائے۔ جو بعینہٖ شریک اشاعت کئے جا رہے ہیں۔

(احقر عبید اللہ انور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ و کفیٰ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد

تقویٰ اور زہد میں فرق

تقویٰ کا مصدر ہے۔ الوقی و الوقایۃ جس کے معنی فارسی میں نگداشتن اور اردو میں اپنے آپ کو بچانا ہیں۔ تقویٰ ہر مسلمان کے لئے فرض عین ہے۔ کس چیز سے بچانا؟ ہر اس چیز سے اپنے آپ کو بچانا جو تعلق باللہ میں خلل انداز ہو۔ یہ ہے تقویٰ۔ اس میں ساری منہی عنہ چیزیں آ جاتی ہیں مثلاً زبان سے ایسے الفاظ نہ نکالنا جس سے اللہ تعالےٰ ناراض ہو۔ یہ زبان کا تقویٰ ہے۔ آنکھ سے نامحرم عورت کو نہ دیکھنا اور نہ ایسی جگہ جانا جس سے خدا ناراض ہو۔ یہ پاؤں کا تقویٰ ہے۔ مثلاً سینما۔ ریشمی کپڑا نہ پہننا۔ یہ لباس کا تقویٰ ہے لباس کی ایسی وضع سے بچنا جو ممنوع ہے۔ یہ بھی تقویٰ ہے۔ مثلاً ٹخنہ سے نیچے پتلون شلوار یا تہہ بند باندھنا۔

تقویٰ ہر مرد و زن کے لئے لازمی ہے۔ زہد خاص ہے۔ اور تقویٰ عام ہے۔ زہد کے دو درجے ہیں ایک وہ زاہد ہے۔ جو مباحات میں اپنے آپ کو بچاتا ہے۔ مثلاً ایک شخص تین کی بجائے ایک روٹی کھاتا ہے۔ تاکہ تہجد کے لئے اٹھ سکے۔ یہ شخص اللہ کی رضا کے لئے مباحات میں تقلیل کرتا ہے۔ دوسرے شخص کو اللہ نے توفیق دی ہے۔ کہ نفیس اور قیمتی کپڑا پہنے۔ ریشم نہ ہو اور ٹخنہ سے نیچے نہ ہو۔ اگر توفیق ہو تو سو روپیہ گز کا کپڑا پہن سکتے ہیں۔ اسلام اس سے منع نہیں کرتا۔ بشرطیکہ آمدنی حلال کی ہو۔ لیکن وہ کھدر پہنتا ہے۔ یہ بھی مباحات میں تقلیل ہے۔

زہد کا دوسرا درجہ خاص ہے وہ یہ ہے۔ کہ حلال حرام کی تمیز ہو اور پھر انسان منہی عنہ سے بچے۔ میں ہمیشہ عرض کرتا ہوں۔ کہ اللہ والوں کے جوتوں کے تلے کی خاک کے ذروں میں وہ موتی ملتے ہیں۔ وہ بادشاہوں کے تاجوں میں نہیں ہوتے۔ ان میں سے ایک موتی یہ ہے کہ حلال حرام کی تمیز ہو جاتی ہے اور یہ کہ اللہ کے پاک نام کی برکت ہے۔ باطن کی بینائی سے حلال حرام کی تمیز ہوتی ہے عام مسلمان اس قسم کے زہد کے مکلف نہیں۔ کابل میں ایک مجذوب تھے۔ لوگ پھلوں کے ٹوکرے لئے ان کے دروازہ پر کھڑے رہتے کہ وہ باہر نکلیں تو پیش کریں وہ جب نکلتے تو فرماتے "ببرید پیش سگاں باندازید" (لے جاؤ کتوں کے آگے ڈال دو) اس قسم کے کاملین سے پتہ چلتا ہے۔ کہ یہ چیز حلال ہے یا حرام یہ حضرات باطن کی بینا پر نظر انداز کر دیتے ہیں۔ موتی ملنے ارزاں۔ مگر اس قسم کے کامل ملنے اس سے بھی گراں ہیں۔ پھر ہر کامل سے ہر طالب فیض نہیں اٹھا سکتا۔ اس کے لئے عقیدت۔ ادب اور اطاعت کی ضرورت ہے۔ ان کے بغیر ساری عمر ان کی صحبت میں رہ کر بھی دنیا سے محروم جانے والے ان گناہ گار آنکھوں نے دیکھے ہیں ؎

تہی دستانِ قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آبِ حیواں تشنہ می آرد سکندر را

اس قسم کے کامل حرام اور مشتبہ چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ اس لئے نہیں کہ ان کی زبان کو لذیذ چیزوں سے لذت حاصل نہیں ہوتی بلکہ عبادت میں خلل پڑنے کے باعث وہ ان سے پرہیز کرتے ہیں۔ حضرت ابراہیم بن ادھم بہت بڑے اولیاء کرام میں سے تھے۔ انہوں نے بادشاہت چھوڑ کر اللہ کے دروازے کی غلامی قبول کر لی تھی۔ مکہ معظمہ میں قیام تھا۔ جنگل سے لکڑیاں لاتے اور بازار میں فروخت کرتے وقت یہ آواز لگایا کرتے تھے۔

مَنْ یَّشْتَرِی الطَّیِّبَ بِالطَّیِّبِ

(کون ہے جو حلال مال سے حلال مال کو خریدتا ہے؟)

ایک دفعہ انہوں نے بازار سے کچھ کھجوریں خریدیں ان کو کھانے کے بعد ذکر کی لذت سلب ہو گئی اللہ سے کنکشن ٹوٹ گیا۔ بہت پریشانی ہوئی۔ اللہ کی بارگاہ میں گریہ زاری کی۔ تو القا ہوا۔ کہ فلاں دن

جو کھجوریں تم نے خریدی تھیں۔ کچھ کھجوریں دوکاندار کی تھیں تمہاری نہ تھیں۔ کہتے ہیں کہ دوکان دار نے جب کھجوریں تول کر ان کو دیں تو دو کھجوریں پلڑے سے نیچے گر پڑیں۔ انہوں نے سمجھا کہ میری ہیں۔ در اصل وہ دکان دار کی تھیں۔ ان کو کھانے سے اللہ ناراض ہوگیا۔ اور لذت سلب ہوگئی حالانکہ قانون یہ ہے۔ کہ میری امت سے خطاء و نسیان اٹھا لیے گئے ہیں۔ (حدیث)۔ مثلاً روزہ تھا یاد نہ رہا اگر اس صورت میں کسی نے پانی پی لیا۔ تو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ یہ ہے خطا۔ رمضان میں ایک شخص وضو کر رہا تھا۔ بھول کر حلق کے اندر پانی چلا گیا۔ یہ نسیان ہے اس قسم کے زاہد بھی مباحات سے بچتے ہیں۔

یہ باطن کی بینائی کے باعث ان سے بچتے ہیں۔ بعض بے سمجھ کہہ دیتے ہیں۔ کہ تصوف بدعت ہے۔ یہ لوح محفوظ سے آیا ہے اس کی بڑی بڑی برکتیں ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ عطا فرمائے۔ آمین

چوری، ڈاکہ، فریب، دھوکہ بازی یہ حرام ذرائع ہیں۔ ان سے حاصل کیا ہوا۔ مال خبیث ہوتا ہے۔ مال بظاہر طیب ہوتا ہے۔ لیکن ذریعہ اس کو خبیث بنا دیتا ہے۔ ان ذرائع میں مالک کی خوشی شامل نہیں ہوتی۔ بعض اوقات بظاہر خوشی سے دیتا ہے۔ لیکن دل میں ناراض ہوتا ہے۔ جیسے رشوت میں

مال پر اعمال کا ترتب ہوتا ہے۔ بعض اعمال خبیث اور بعض طیب ہوتے ہیں۔ مال سے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ اگر مال طیب ہوگا۔ تو جذبات طیبہ پیدا ہوں گے۔

جذبات طیبہ سے اعمال طیبہ پیدا ہوتے ہیں۔ اس سے خدا راضی ہوگا۔ خدا راضی ہوگا۔ تو دنیا میں حیات طیبہ نصیب ہوگی۔ اور مرنے کے بعد قبر جنت کا باغ بن جائے گی۔ اگر مال خبیث ہوگا۔ تو جذبات اور اعمال خبیث ہوں گے۔ اس سے خدا ناراض ہوگا۔ خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ۔

ہر شخص خبیث چیز کو ناپسند کرتا ہے۔ خبیث عربی لفظ ہے۔ اس کا اردو ترجمہ گندا ہے مثلاً بیٹھی چیز ہو۔ رات کو جس برتن میں رکھی تھی۔ وہ ننگا پڑا رہا۔ اور اس میں سے چوہے کھاتے رہے۔ فرض کرو برتن بھی گندا تھا اور سورج نکلنے کے بعد اس پر مکھیاں بھنبھنا رہی ہوں۔ کوئی شریف آدمی ایسی باسی اور گندی چیز کو کھانا پسند نہیں کرتا۔ ہم ہر طیب چیز کو پسند کرتے ہیں۔ انسان ہو۔ تو طیب جس نے کبھی مسواک نہ کی ہو اس کے منہ سے بو آتی ہو۔ اس کے کپڑے بھی گندے ہوں۔ اس کو کوئی بھی پسند نہ کرے گا۔ کیا اللہ تعالیٰ کو بندے گتھرے چاہئیں، کیا اس نے جنت خبیثوں کے لئے بنائی ہے۔ وہ تو بہت نازک مزاج محبوب ہے ذرا سی بات پر ناراض ہو جاتا ہے۔

ایک شخص نے مجھ سے اپنا واقعہ بیان کیا۔ آپ میں سے کچھ حضرات اس کو جانتے ہیں۔ میں آپ کو اس کا نام نہیں بتلاؤں گا۔ اس کا بیان ہے۔ کہ میں اللہ اللہ کیا کرتا تھا۔ اس کی برکت سے میرے دل میں ایک چراغ روشن تھا ایک دن میں پانی والے تالاب کی طرف سے آ رہا تھا۔ سنہری مسجد کے سامنے ایک ہندو نوجوان لڑکی پر میری نظر کا پڑنا تھا۔ کہ چراغ بجھ گیا۔ پھر آج تک روشن نہیں ہوا۔ وہ تو ایسا نازک مزاج محبوب ہے۔ کہ غیر پہ نظر بھی پڑ جائے تو ناراض ہو جاتا ہے میلان طبع اپنے بس کی بات نہیں یہ دوسری بات ہے۔ کہ انسان طبیعت کو برائی سے روک لے۔ جیسے منہ زور گھوڑا ہو۔ وہ تو زور لگائے گا۔ مگر سوار اس کو روکے گا۔

اعمال طیبہ سے عامل مقبول بنتا ہے۔ اور اعمال خبیثہ سے عامل مردود ہو جاتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ طَیِّبٌ لَا یَقْبَلُ اِلَّا طَیِّبًا

ترجمہ۔ بے شک اللہ پاک ہے۔ اور پاک ہی چیز کو قبول فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو تو انسان بھی طیب اور اعمال بھی طیب مقبول ہیں اسلام کا منبع ہے قرآن۔ قرآن کو حضورؐ سے صحابہ کرام نے لیا۔ صحابہ کرام سے تابعین اور تابعین سے تبع تابعین نے لیا۔ اسلام کا علمی منبع قرآن اور عملی نمونہ حضورؐ ہیں۔ اس کی اشاعت میں مفسرین، محدثین، علمائے کرام اور صوفیائے عظام سب نے حصہ لیا۔ چاروں آئمہ کرام حق پر ہیں۔ حدیث شریف سے ثابت ہے۔ کہ ہر صدی میں ایک مجدد آئیگا اللہ تعالیٰ ان سب کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

۴۹ سال سے میں اسی اسلام کی دعوت دے رہا ہوں۔ دہلی میں میرے استاد حضرت مولانا عبیداللہ سندھی نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ میں اپنی زندگی اشاعت قرآن کے لئے وقف کردوں۔ الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس عہد پر قائم رہنے اور اس کو نبھانے کی توفیق عطا فرمائی۔ دہلی میں انہوں نے پانچ علما اور پانچ گریجوئیٹوں کو قرآن پڑھایا تھا۔ ان پانچ علماء میں ایک میں تھا۔

انگریز مجھے دہلی سے ہتھکڑی لگا کر لایا تھا۔ اس نے مجھے جیل کرکے لاہور رکھا۔ اگر میرا اپنا اختیار ہوتا تو میں دہلی یا سندھ جاتا لاہور کبھی نہ رہتا۔ انگریز شاید یہ سمجھتا تھا۔ کہ اس کا لاہور میں کوئی حامی و مددگار نہیں اور یہ لاہور کی گلیوں میں پھر کر مر جائیگا اس کو کیا معلوم تھا۔ کہ میرے سینے میں قرآن ہے۔ قرآن اپنا راستہ خود بنا لیتا ہے۔ آج میں آپ سے خانۂ خدا میں عہد لینا چاہتا ہوں۔ کہ آپ مرتے دم تک اسی حقیقی اسلام کی خدمت کرتے رہیں گے۔ اور اس کو زندہ رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتے رہیں گے۔ اور اس کو زندہ

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

خطبہ یوم الجمعہ ۱۱ شعبان المعظم ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۹ر جنوری ۱۹۶۲ء

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

آج کے خطبہ جمعہ میں مسلمان مردوں اور عورتوں کو

قرآن مجید کے مسئلہ تطفیف

سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں

تاکہ جرم تطفیف کے مجرم بارگاہِ الٰہی میں یہ عذر

نہ کر سکیں

کہ اے اللہ (تعالیٰ) تیرے کسی بندے نے ہمیں اس جرم سے

آگاہ ہی نہیں کیا تھا

قرآن شریف کا اعلان عام

قولہ تعالےٰ :- وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ اِذَا اکْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَاِذَا کَالُوْھُمْ اَوْ وَّزَنُوْھُمْ یُخْسِرُوْنَ ۝ اَلَا یَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّھُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝ لِیَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ یَّوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

(پارہ ۳۰ سورۃ المطففین رکوع ۱)

ترجمہ :- کم تولنے والوں کے لئے تباہی ہے۔ وہ لوگ کہ جب لوگوں سے ماپ کر لیں تو پورا تولیں۔ اور جب ان کو ماپ یا تول کر دیں تو گھٹا کر دیں۔ کیا وہ خیال نہیں کرتے کہ وہ اٹھائے جائیں گے اس بڑے دن کے لئے جس دن سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے

تطفیف کے سلسلہ میں۔ بطور مثال کے ایک صورت تطفیف کی بیان کی گئی ہے۔ ورنہ حکم عام ہے اس آیت کے تحت میں کئی مثالیں آ سکتی ہیں۔

پہلی مثال

میاں بیوی کے درمیان یہ تطفیف جہنم میں جانے کا موجب بنے گی مثلاً میاں، عورت کو اٹھنے بیٹھنے میں یا کہیں آنے جانے میں یا کسی سے ملنے جلنے میں تو اپنی مرضی کا پابند بنانا چاہے مگر خود اس کی ضروریات کا لحاظ نہ رکھے۔ مثلاً بیمار ہو جائے تو دوا لا کر دینے کی پروا نہ کرے۔ یا نہ تو کسی طبیب کو اس بچاری کی نبض دکھائے اور نہ اس بیوی کو گھر سے باہر کسی طبیب کے پاس جانے کی اجازت دے۔ یہ خاوند کی طرف سے تطفیف ہے۔

بیوی کی تطفیف

یہ ہے کہ اپنی تمام ضروریات تو خاوند کی گرہ سے پوری کرائے مگر خاوند کی اطاعت نہ کرے۔ مثلاً خاوند کہتا ہے کہ میری اجازت کے سوا کہیں نہ جایا کرو۔ اور بیوی جب چاہے جہاں چاہے، خاوند کی اجازت کے بغیر نکل جائے۔ یہ بیوی کی تطفیف ہے۔ مطففین کے حق میں فیصلہ الٰہی یہی ہے کہ انہیں جہنم میں داخل کیا جائے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

دوسری مثال

استاد اور شاگرد کے درمیان تطفیف

استاد کی طرف سے تطفیف

جو کتاب پڑھائے۔ اس کا مطالعہ خود کر کے اور پڑھانے کے لئے تیار ہو کر خود نہ آئے اور طلبہ کو اپنی علمی قابلیت سے خود کتاب نہ سمجھا سکے۔ اور جب طالب العلم پوچھیں تو اُلٹا ان کو ڈانٹے کہ تم بڑے احمق ہو مطالعہ کر کے نہیں آتے اور مجھے ستاتے ہو۔ یہ استاد کی تطفیف ہے اس بھلے مانس استاد کو یہ خیال کرنا چاہیے کہ اگر وہ خود حل

کر سکتے تو تمہارے پاس ہی کیوں آتے۔

طالب العلم کی طرف سے تطفیف

یہ ہے کہ مطالعہ تو کرکے نہ آئے اور استاد سمجھائے تو بات سمجھ نہ سکے اور استاد کو تنگ کرے۔ یہ طالب العلم کی طرف سے تطفیف ہے۔

تیسری مثال

راعی اور رعایا کے درمیان تطفیف

راعی کی تطفیف

یہ ہے کہ راعی ایک طرح پر رعایا کی جان اور مال کا محافظ ہے۔ اور اس حفاظت کی خاطر رعایا سے ٹیکس وصول کرتا ہے۔ اور رعایا خوشی سے وہ ٹیکس ادا کرتی ہے۔ لہٰذا اگر کوئی غنیم رعایا کو جانی یا مالی نقصان پہنچانا چاہے تو راعی کا فرض ہے کہ اپنی فوجی طاقت کو حرکت میں لائے اور غنیم کو منہ توڑ جواب دے اور اپنی رعایا کو بچائے۔ اور اگر بالفرض ٹیکس تو رعایا سے وصول کرے اور آڑے وقت میں رعایا کی جان اور مال کی حفاظت نہ کرے تو یہ راعی کی تطفیف ہے جو عنداللہ (تعالیٰ) جرم عظیم ہے۔

رعایا کی تطفیف

یہ ہے کہ راعی جو ٹیکس لگائے وہ تو ادا نہ کرے اور پھر امید یہ کرے کہ راعی آڑے وقت ان کے کام آئے یہ رعایا کی طرف سے تطفیف ہے۔

بہرحال

سابقہ تینوں مثالوں کا نچوڑ یہ ہے کہ اپنا حق پورا لینا اور اس کے بدلے میں جو دوسرے کا حق ہے وہ پورا نہ دینا یہ تطفیف ہے اور یہ ایسا جرم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ مطفف مستحق عذاب ہے۔

وما علینا الا البلاغ

چوتھی مثال

مزدور اور کارخانہ کے مالک کی ہے۔

کارخانہ کے مالک کی تطفیف

یہ ہے کہ مزدوروں سے کام تو پوری طرح اور ضابطہ سے لے۔ مثلاً جو مزدور گھنٹہ دو گھنٹہ وقت معینہ سے دیر سے آئے تو اس کی تنخواہ میں سے اتنے گھنٹوں کی مزدوری کاٹ لی جائے۔ اور خود کارخانہ دار، بال بچے والے مسکین مزدوروں کو وقت پر تنخواہ نہ دے۔ تنخواہ کی معینہ تاریخ سے دو تین دن دیر سے تنخواہ دے ادھر ان مسکین مزدوروں کو دکاندار ستاتے ہیں کہ تم سودا تو ہم سے لے کر کھا بیٹھے کہ فلاں تاریخ پر تنخواہ ملے گی تو دے دیں گے۔ اب اس تاریخ پر کیوں نہیں دیا۔ یہ مالک کارخانہ کی طرف سے تطفیف ہے کہ وقت معیّن پر تنخواہ مزدوروں کو دی نہیں۔ اس لئے مزدوروں کو دکاندار ستاتے ہیں۔

اور

مزدور پیشہ لوگوں کی تطفیف

یہ ہے کہ مالک کارخانہ سے وقت پر تنخواہ تو لے لیں لیکن کام پر معینہ وقت سے دیر کرکے آئیں۔ اور دیر سے آنے کا کوئی بہانہ بنا کر دکھا دیں۔

انصاف

تو یہ چاہتا ہے کہ اگر دو گھنٹے دیر سے آئیں تو اس دن کا حرجانہ اپنی تنخواہ سے کٹوائیں۔ تب جرم تطفیف سے بچ سکتے ہیں۔ اور اگر تنخواہ باضابطہ مالک کارخانہ سے وصول کر لیں۔ اور اپنے دیر سے آنے کو کسی عذر پر محمول کر دیں۔ تو مجرم ہونگے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس مرض روحانی یعنی تطفیف سے بچائے آمین!

ورنہ

یاد رکھئے مرض تطفیف کے مریضوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے جہنم میں پہنچانے کا اعلان قرآن شریف میں کیا ہوا ہے۔

اور وہ یہ ہے

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ

مرض تطفیف روحانی کے مریضوں کے لئے دوزخ کا عذاب ہے۔

وما علینا الا البلاغ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

- لوگو! میری تعریف میں مبالغہ سے کام نہ لینا جس طرح نصاریٰ نے عیسیٰ ابن مریم کی تعریف میں مبالغے سے کام لیا۔ میں تو خدا کا ایک بندہ ہوں اور تم مجھے خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہی کہو۔
- وہ شخص کامل مومن نہیں ہو سکتا جو خود سیر ہو کر کھائے مگر اس کا ہمسایہ بھوکا ہو۔
- اپنے آپ کو مظلوم کی بددعا سے بچاؤ اس لئے کہ وہ خدا سے صرف اپنا حق مانگتا ہے۔
- خدا کے نزدیک بدترین اور مبغوض ترین شخص وہ ہے جو ناحق بات پر جھگڑنے والا ہو۔
- خدا کے نزدیک قیامت کے دن مرتبہ کے اعتبار سے بدترین وہ عالم ہوگا جس نے علم سے فائدہ نہ اٹھایا ہوگا۔
- جب تم میں سے کوئی شخص امیر کی طرف دیکھے تو چاہئے کہ اپنے سے غریب شخص کی طرف بھی نظر کرے۔
- بدخلق، بدخو اور سخت گو آدمی جنت میں داخل نہ ہوگا۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کراچی

گناہ بے لذت

لایعنی قول و فعل

انسان جتنے کام یا کلام کرتا ہے بظاہر اس کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ **مفید**۔ جس میں کوئی فائدہ دین یا دنیا کا ہو۔

۲۔ **مضر**۔ جس میں دین و دنیا کا کوئی نقصان ہو۔

۳۔ **نہ مفید نہ مضر**۔ جس میں نہ کوئی فائدہ ہو نہ نقصان۔

اس تیسری قسم کو حدیث میں لایعنی کے لفظ سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ لیکن جب ذرا غور سے کام لیا جائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ یہ تیسری قسم بھی درحقیقت دوسری قسم یعنی مضر میں داخل ہے۔ کیونکہ وہ وقت جو ایسے کام یا کلام میں صرف کیا گیا اگر اس میں ایک دفعہ سبحان اللہ کہہ لیتا تو میزان عدل کا آدھا پلہ بھر جاتا کوئی اور مفید کام کرتا تو گناہوں کا کفارہ اور نجاتِ آخرت کا ذریعہ یا کم از کم دنیا کی ضرورتوں سے بےفکری کا سبب بنتا۔ اس وقتِ عزیز کو بے فائدہ کام یا کلام میں خرچ کرنا ایسا ہے جیسے کسی کو اختیار دیا جائے کہ چاہے ایک خزانہ جواہرات اور سونے چاندی کا لے لے یا ایک مٹی کا ڈھیلا، وہ خزانہ کے بجائے مٹی کا ڈھیلا اٹھانے کو اختیار کرے۔ جس کا خسارۂ عظیمہ اور نقصان ہونا ظاہر ہے۔ اسی لئے بعض روایاتِ حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی مجلس میں بیٹھے اور ساری مجلس میں اللہ کا کوئی ذکر نہ کرے قیامت کے روز یہ مجلس اس کے لئے حسرت و ندامت ہوگی۔

اسی لئے لایعنی کام اور کلام اور بے فائدہ مجلس احباب کو اہل بصیرت نے گناہوں کی فہرست میں داخل کیا ہے اور بعض روایات حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انسان کا اسلام درست و صحیح ہونے کی ایک علامت یہ ہے کہ بے فائدہ کاموں کو چھوڑ دے۔"

(رواہ الترمذی وابن ماجہ عن ابی ہریرۃ رضؓ)

کسی مسلمان کیساتھ استہزاء و تمسخر

یہ کبیرہ گناہ ہے اور کرنے والے کا کوئی نہ کوئی دنیوی، معاشی فائدہ بھی اس میں نہیں۔ مگر عام مسلمان غفلت و بےپروائی سے اس میں مبتلا ہیں۔ قرآن حکیم میں حکم ہے۔

لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ

ترجمہ:۔ کوئی جماعت کسی کے ساتھ تمسخر (ٹھٹھا) نہ کرے شاید وہ (اللہ کے نزدیک) ان سے بہتر ہوں اور عورتیں عورتوں سے تمسخر و استہزاء نہ کریں شاید وہ (اللہ کے نزدیک) اُن سے بہتر ہوں۔

استہزاء کے معنی یہ ہیں۔ کہ کسی کی اہانت و تحقیر اور اس کے عیب کا اظہار اس طرح کیا جائے جس سے لوگ ہنسیں۔ اس میں بہت سی صورتیں داخل ہیں مثلاً:۔

۱۔ کسی کے چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے، ہنسنے بولنے وغیرہ کی نقل اتارنا یا قد و قامت اور شکل و صورت کی نقل اتارنا۔

۲۔ اس کے کسی قول و فعل پر ہنسنا۔

۳۔ آنکھ یا ہاتھ پیر کے اشارہ سے اس کے عیب کا اظہار کرنا۔

یہ وہ گناہ بے لذت ہیں جو آج کل مسلمانوں میں وبا کی طرح پھیلے ہوئے ہیں۔ عوام سے لے کر خواص تک ان میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت میں ان کا حرام ہونا صاف مذکور ہے۔ اور دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَیْلٌ لِّکُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ

ترجمہ:۔ خرابی ہے ہر طعنہ دینے عیب چننے والے کی۔

اور آیت کریمہ یا وَیْلَتَنَا مَا لِهٰذَا الْکِتٰبِ لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَةً وَّلَا کَبِیْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ صغیرہ سے مراد کسی مسلمان پر استہزاء سے تبسم کرنا اور کبیرہ سے اس پر قہقہہ لگانا ہے۔

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے کسی انسان کی نقل اتاری تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (منع فرمایا) اور ارشاد فرمایا۔ کہ مجھے کوئی بڑی سے بڑی دولت بھی کسی کی نقل اتارنے پر ملے تو میں کبھی نہ اتاروں۔ اس میں اشارہ اس کی طرف بھی ہو سکتا ہے کہ یہ گناہ ایسا بے لذت اور بے فائدہ ہے کہ اس میں کوئی فائدہ بھی نہیں اور بالفرض کوئی فائدہ ہوتا بھی جب بھی اس کے پاس نہ جانا چاہئے تھا۔

اور حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ دوسرے لوگوں کا مذاق اڑاتے ہیں آخرت میں ان کے لئے جنت کا ایک دروازہ کھولا جائے گا۔ اور اس کی طرف بلایا جائیگا جب وہ سرکتا گھسٹتا ہوا وہاں پہنچے گا تو بند کر دیا جائے گا۔ پھر

دوسرا دروازہ کھولا جائے گا اور اس کو اس طرف بلایا جائے گا۔ جب وہاں آ پہنچے گا تو وہ دروازہ بھی بند کر دیا جائے گا۔ اسی طرح برابر جنت کے دروازے کھولے اور بند کئے جاتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ وہ مایوس ہو جائے گا اور بلانے پر بھی جنت کے دروازہ کی طرف نہ جائیگا (رواہ البیہقی مرسلاً ترغیب المنذری)

ایک شخص کی ریح آواز کے ساتھ صادر ہو گئی لوگ ہنسنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر خطبہ میں زجر و تنبیہ فرمائی اور فرمایا جو کام تم سب خود بھی کرتے ہو اس سے کیوں ہنستے ہو۔

اور حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی شخص کو اس کے گناہ پر عار دلائے وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک اس گناہ میں مبتلا نہ ہو جائے۔ احمد بن منیعؒ فرماتے ہیں کہ اس جگہ گناہ سے وہ گناہ مراد ہیں جس سے توبہ کر لی گئی ہو۔ (ترمذی از تخریج احیاء)

تنبیہ۔ بعض لوگ ناواقفیت یا غفلت سے استہزاء و تمسخر کو خوش طبعی میں داخل سمجھ کر اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ دونوں میں بڑا فرق ہے۔ مزاح جائز جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اس کی شرط یہ ہے کہ اس میں کوئی بات خلاف واقعہ زبان سے نہ نکلے اور کسی کی دل آزاری نہ ہو اور وہ بھی مشغلہ اور عادت نہ بنے، کبھی کبھی اتفاقاً ہو جائے۔ (احیاء العلوم)

استہزاء و تمسخر جس میں مخاطب کی دل آزاری یقینی ہے وہ باجماع حرام ہے۔ (زواجر ص۳ ج۲) اس کو مزاح جائز میں داخل سمجھنا گناہ بھی اور جہالت بھی۔

عیب جوئی، نکتہ چینی اور تفضیح

قرآن حکیم کا ارشاد ہے وَلَا تَجَسَّسُوْا۔ یعنی کسی کے پوشیدہ عیب کی تلاش نہ کرو۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ جو زبان سے مسلمان ہو گئے مگر ان کے دلوں تک ایمان نہیں پہنچا (وہ سن لیں) کہ مسلمانوں کو ایذا نہ پہنچاؤ، اُن کے پوشیدہ عیوب کے پیچھے نہ پڑو، ان کو گذشتہ گناہ پر عار نہ دلاؤ کیونکہ جو شخص کسی مسلمان بھائی کے عیب ڈھونڈتا ہے اللہ تعالےٰ اُن کے عیب ڈھونڈنے لگتے ہیں اور جس کے عیوب اللہ تعالےٰ ڈھونڈیں، قریب ہے کہ اس کو رسوا کر دیں گے۔ اگرچہ وہ اپنے (بند) مکان میں (مستور) ہو۔ (ترمذی از جمع الفوائد ص۱۶۱ ج۲)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک مرتبہ بیت اللہ پر نظر ڈالی اور فرمایا۔ اے بیت اللہ! تیری شان کتنی بلند اور تیری عزت کتنی بڑی ہے اور مومن کی عزت و حرمت اللہ کے نزدیک تجھ سے زیادہ بڑی ہے۔ (ترمذی جمع الفوائد)

حدیث شریف میں ہے۔ کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ اس پر ظلم کرے، نہ عیب لگائے۔ اور جو شخص کسی اپنے بھائی کے کام میں لگے اللہ تعالےٰ اس کے کام میں لگ جاتے ہیں اور جو شخص کسی مسلمان کو مصیبت و تکلیف سے نکالے اللہ تعالےٰ اس کو قیامت کی مصیبتوں سے نکال دیں گے اور جو شخص کسی مسلمان کے عیوب کو چھپائے۔ اللہ تعالےٰ قیامت کے روز اس کے عیوب کو چھپا دیں گے۔ (از زواجر)

آج کل یہ کبیرہ گناہ بھی وباء کی طرح عام ہو گیا ہے۔ عوام و خواص سب اس میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ لوگوں کے پوشیدہ عیوب کی تلاش اور کوئی بات مل جائے تو اس کا چرچا کرنا، رسوا کرنا عادت میں داخل ہو گیا ہے کسی کو دھیان بھی نہیں ہوتا کہ اس میں ہم نے کوئی گناہ کیا ہے۔ اور یہ وہ بے لذت گناہ ہے کہ اس میں کسی کا کوئی دنیوی فائدہ نہیں اور عمر بھر نہ کرے تو کوئی نقصان نہیں۔ مگر بے حسی اور بدمذاقی سے لوگ اسی میں ذائقہ اور لذت محسوس کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس سے بچائے۔ آمین!

چھپ کر کسی کی باتیں سننا

حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی سے اپنی بات چھپانا چاہے اور یہ کسی حیلہ بہانہ سے اس کو سنے تو قیامت کے روز اُس کے کانوں میں گرم سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔

یہ بھی گناہ کبیرہ اور بے لذت اور بے فائدہ ہے۔ مگر عموماً لوگ اس میں مبتلا ہیں۔ اللہ تعالےٰ نجات عطا فرمائیں۔

بلا اجازت کسی کے مکان میں جھانکنا یا داخل ہونا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بلا اجازت کسی کے گھر میں جھانکے تو اس کے لئے حلال ہے کہ اس کی آنکھ پھوڑ دے۔ (بخاری و مسلم عن ابی ہریرۃؓ)

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے اجازت سے پہلے کسی کے مکان کا پردہ کھولا اور مکان کے اندر نظر ڈالی تو اس نے ایسے کام کا ارتکاب کیا جو اس کے لئے حلال نہیں تھا۔ (ترمذی)

اس حکم کو عام لوگ جہالت سے زنانہ مکان کے ساتھ مخصوص سمجھتے ہیں۔ مردانہ مکان میں داخل ہونے یا جھانکنے کو اس میں داخل بھی نہیں سمجھتے۔ اور بلاوجہ اس کبیرہ گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں۔

البتہ ایسا مردانہ مکان جو عام آمد و رفت کے لئے کھلا رہتا

ہے۔ جیسے بازار کی دکانیں یا کارخانے وغیرہ یا جو کسی وقت خاص میں کھولا جاتا ہے تو اس میں اس وقت استیذان و اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ دوسرے وقت جائے تو اس میں بھی اجازت لینا ضروری ہے۔

نسب کی وجہ سے کسی کو طعنہ دینا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ انساب (اور رشتے جو دنیا میں معروف ہیں) کسی کے لئے گالی نہیں۔ اور تم سب اولاد آدم ایک دوسرے کے قریب ہو۔ کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں بجز فضیلتِ دین اور اعمال صالحہ کے۔

(رواہ احمد والبیہقی)

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا کہ دو چیزیں ایسی ہیں جن کا ارادہ کرنا بھی کفر (کے قریب) ہے۔ ایک لوگوں کے نسب پر طعنہ مارنا، دوسرے میت پر نوحہ کرنا یعنی چلّا چلّا کر رونا۔

اور قرآن مبین میں ارشاد ہے۔ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِينًا۔

ترجمہ:۔ جو لوگ مسلمانوں کو ایسی چیزوں پر عار دلاتے اور ایذا دیتے ہیں جو انہوں نے اپنے اختیار سے نہیں کیں تو انہوں نے بہتان اٹھایا اور کھلے گناہ کا ارتکاب کیا۔

جو لوگ کسی شخص کو محض اس کے نسب کی وجہ سے طعنہ دیں کہ یہ فلاں قوم کا آدمی ہے یا فلاں شخص کا بیٹا ہے۔ وہ بھی اسی وعید میں داخل ہے۔ (زواجر)

یہ گناہ بھی گناہ کبیرہ ہے اور بے لذّت و بے فائدہ ہے کہ دنیا کا کوئی کام اور فائدہ اس پر موقوف نہیں۔ مگر عام لوگ اس سے غفلت میں ہیں۔ بہت سی قوموں اور پیشہ والوں کو ذلیل سمجھتے ہیں اور ان پر طعنہ دیتے ہیں یا ایسے الفاظ سے خطاب کرتے ہیں جس سے اس کے نسب کی حقارت ظاہر ہو جیسے کسی کو نائی، کسی کو قصائی یا جلاہا کہنا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے نجات عطا فرمائیں۔

اپنے اصل نسب کو چھوڑ کر دوسرا نسب ظاہر کرنا

جیسے کوئی شخص شیخ صدیقی نہیں۔ مگر اپنے آپ کو صدیقی لکھے۔ یا سیّد نہیں اور اپنے آپ کو سیّد ظاہر کرے، یا قریشی نہیں ہے اور اپنے آپ کو قریشی کہے یا نسبًا انصاری نہیں ہے تو اپنے آپ کو انصاری کہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے باپ کا نسب چھوڑ کر کسی دوسرے کی طرف اپنی نسبت کرے تو جنّت اس پر حرام ہے۔ (بخاری)

یہ کبیرہ گناہ بھی درحقیقت بے لذت و بے فائدہ ہے۔ اور اس طرح نسب بدلنے کو عزّت کا ذریعہ سمجھنا سراسر غلطی ہے ان چیزوں سے دنیا میں بھی عزت نہیں ملتی

گالی گلوچ اور فحش کلامی

گالی اور فحش کلامی سے مراد یہ ہے کہ ایسے کام جن سے آدمی شرماتا ہو اُن کو صریح اور کھلے الفاظ سے ظاہر کرنا۔ پھر اگر وہ واقع کے مطابق اور صحیح ہو تو ایک گناہ گالی دینے کا ہے اور واقعہ کے خلاف ہو تو دوسرا گناہ بہتان و افترار کا بھی ہے۔ جیسے کسی شخص یا اس کی ماں بہن کی طرف کسی فعل حرام کی نسبت کرنا۔

حدیث میں ہے کہ مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے مقابلہ کرنا کفر ہے۔ (بخاری)

حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ جب مسلمان ہوئے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے چند عہد لئے۔

ایک یہ کہ کسی کو گالی نہ دو۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ الحمد للہ میں نے اس عہد کو پورا کیا۔ اس کے بعد نہ شریف، یا غلام کو گالی دی۔ اور نہ کسی اونٹ بکری جانور کو۔

دوسرے یہ کہ کسی نیکی کو معمولی اور حقیر سمجھ کر نہ چھوڑو۔

تیسرے یہ کہ جب کسی مسلمان بھائی سے ملو تو خندہ پیشانی اور اخلاق سے ملو۔

چوتھے یہ کہ اپنے تہ بند یا پاجامہ کو نصف پنڈلی تک رکھو۔ اور یہ بھی نہ کرو تو ٹخنوں سے اوپر تک رکھو۔ ٹخنوں سے نیچے کرنے سے سختی کے ساتھ بچو۔ کہ وہ تکبّر کی علامت ہے۔

پانچویں یہ کہ اگر کوئی شخص تم پر ایسا عیب لگائے، جس کو وہ تمہارے اندر جانتا ہے تو تم (اس کے بدلہ میں) اس کا وہ عیب ظاہر نہ کرو جو تمہیں اس کے اندر ہونا معلوم ہے۔

(ابوداؤد، ترمذی)

اور ایک طویل حدیث میں عفیف عورت کی طرف فعل حرام کی نسبت کرنے کو اکبر کبائر گناہوں میں شمار کیا ہے۔ (ابن حبان)

گالیوں میں عموماً ماں، بہن اور بیٹی کی طرف فعل حرام کی نسبت کی جاتی ہے۔ یہ اسی وعید میں داخل ہے۔

اور حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی شخص کو عیب لگانے کے لئے ایسی بات کہے جو اس میں نہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کی آگ میں اس وقت تک روکے رکھیں گے جب تک وہ اپنے کہے کی سزا نہ بھگت لے۔ (الطبرانی)

گالی گلوچ میں عموماً ایسے ہی افعال منسوب کئے جاتے ہیں جو اس میں نہیں۔

نیز حدیث میں ہے کہ جو شخص

اپنے غلام پر زنا کا الزام لگائے (تو اگرچہ دنیا میں اس پر حد شرعی جاری نہیں ہوگی) مگر قیامت میں اس پر حدّ قذف جاری کی جائے گی۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضؓ ایک روز اپنی پھوپھی سے ملنے گئے۔ انہوں نے ان کے لئے کھانا منگایا۔ کنیز نے لانے میں دیر کی تو اُن کی زبان سے نکلا "اے زانیہ! جلدی کیوں نہیں لاتی"۔ عمرو بن عاصؓ نے فرمایا۔ تم نے بہت بڑی بات کہی۔ کیا تمہیں اس کے زنا کی اطلاع ہے؟ انہوں نے کہا بخدا مجھے کوئی اطلاع نہیں۔ (محض غصہ میں یہ لفظ کہہ دیا) آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو مرد یا عورت اپنی باندی (کنیز) کو زانیہ کہہ کر پکارے حالانکہ وہ اس کے زنا پر مطلع نہیں تو قیامت کے روز یہ کنیز اُس کو کوڑے لگائے گی۔ (رواہ الحاکم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فحش کلامی (گالی) سے بچو کہ اللہ تعالےٰ فحش اور فحش گوئی کو پسند نہیں کرتا۔ (رواہ الحاکم)

فحش بکنے سے مراد ایسی چیزوں کا اظہار ہے جن کے اظہار سے آدمی شرماتا ہے۔ اگرچہ وہ واقع کے مطابق ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مشرکین کفار کو گالی دینے سے بھی منع فرمایا۔ جو غزوۂ بدر میں مارے گئے تھے۔ اور فرمایا۔ کہ اُن کو گالی دینے سے ان تک تو کچھ اثر نہیں پہنچتا۔ زندوں کو اس سے تکلیف پہنچتی ہے۔ (تخریج الاحیاء)

حدیث میں ہے کہ مومن طعنے دینے والا، لعنت کرنے والا، گالیاں دینے والا، فحش بکنے والا نہیں ہوتا (ترمذی)

احادیث مذکورہ بالا سے ثابت ہوا کہ گالی دینا اور فحش کلام کرنا کسی کافر یا جانور کے حق میں بھی حرام ہے مسلمان کو گالی دینا تو کس قدر گناہ ہوگا۔ پھر گالی دینے میں اگر کسی ایسے فعل کا اظہار ہے جو واقع میں جائز ہے مگر اس کے اظہار سے آدمی شرماتا ہے جیسے جماع اور اس کے متعلقات، تو یہ ایک گناہ گالی دینے کا ہے اور اگر خلاف واقعہ کسی فعل حرام کی نسبت کسی شخص یا اُس کی ماں بہن یا جانور کی طرف کی گئی تو یہ دوسرا گناہ کبیرہ بہتان و افتراء کا بھی ہو جائے گا۔

افسوس ہے کہ اس بلا میں بہت سے مسلمان مبتلا ہیں۔ خصوصاً گاؤں والے اور جانور پالنے والے اُن کی زبان سے تو کوئی بات بغیر گالی کے نکلتی ہی نہیں۔ انہیں خبر بھی نہیں ہوتی کہ ہم نے گالی دی ہے۔ قدم قدم اور لحظہ لحظہ میں یہ کبیرہ گناہوں کی گٹھڑیاں اُن کے سر پر آ جاتی ہیں اور اس غافل کو کوئی پروا نہیں۔

اب ذرا سوچئے کہ اس گناہ میں کون سی لذت یا دنیا کا فائدہ ہے اس کو چھوڑ دیں تو کس کام میں فرق پڑتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ خداوند تعالےٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی اور ناراضگی کی پروا ہی نہیں۔ والعیاذ باللہ العلی العظیم۔

کسی انسان یا جانور پر لعنت کرنا

لعنت کے معنی ہیں کسی کو اللہ تعالےٰ کی رحمت سے دُور یا غضب و قہر میں مبتلا یا دوزخی کہنا کہ اس کو اللہ تعالےٰ اپنی رحمت سے دُور کر دے یا اُس پر غضب الٰہی نازل ہو یا دوزخ میں جائے

لعنت کے تین درجے ہیں:۔

ایک جن اعمال و خصائل پر قرآن و حدیث میں لعنت وارد ہوئی ہے۔ ان اوصاف عام سے لعنت کرنا جیسے لعنۃ اللہ علی الکافرین یا لعنۃ اللہ علی الظالمین۔ یہ صورت بالاتفاق جائز ہے۔

دوسرے کسی مخصوص فرقہ ضالہ پر اس کے وصفِ ضلالت کے ساتھ لعنت کرنا۔ مثلاً یہ کہنا کہ یہود و نصاریٰ پر لعنت یا روافض و خوارج پر لعنت یا سودخواروں، شرابیوں پر لعنت وغیرہ۔ جس میں کسی شخص یا جماعت کی تعیین خاص نہیں ہے یہ صورت بھی بالاتفاق جائز ہے

تیسری صورت یہ ہے کہ کسی شخص خاص زید و عمر پر یا کسی جماعت خاص مثلاً فلاں شہر کے رہنے والے یا فلاں قبیلہ کے لوگ یا فلاں قوم پر لعنت۔ یہ سخت خطرناک معاملہ ہے۔ اس میں بڑی احتیاط لازم ہے۔ کیونکہ جن اعمال کی وجہ سے کوئی شخص لعنت کا مستحق ہوتا ہے۔ اوّل تو اس کی تحقیق کامل یقینی نہیں ہوتی۔ کہ فلاں شخص یا قوم نے وہ اعمال کئے ہیں۔ اکثر اس میں بدگمانی یا غلط خبروں کو دخل ہوتا ہے اور بلا تحقیق محض گمان پر لعنت کرنا حرام ہے۔ دوسرے ان اعمال پر بھی لعنت کا مستحق اس وقت ہے جب یہ معلوم ہو جائے کہ اس نے توبہ نہیں کر لی اور آئندہ مرنے کے وقت تک توبہ کرے گا بھی نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ کسی شخص خاص یا قوم خاص کے متعلق یہ علم یقینی کہ اس نے توبہ نہیں کی اور آئندہ بھی نہ کریں گے بجز وحی کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے یہ حق صرف نبی اور رسول کو حاصل ہو سکتا ہے کہ کسی شخص خاص یا قوم خاص کے متعلق بذریعہ وحی یہ معلوم کر کے کہ فلاں گناہ عظیم میں مبتلا ہوئے اور توبہ نہیں کی۔ اور آئندہ بھی نہ کریں گے، اُن پر لعنت کریں دوسرے کسی شخص کو اس کا حق حاصل نہیں۔ اسی لئے اکثر علماء نے یزید پر لعنت کو جائز قرار نہیں دیا۔ (احیاء العلوم)

الغرض منصوص فی القرآن والحدیث

کے علاوہ کسی شخص خاص یا قوم خاص پر لعنت کرنا حرام ہے۔

حدیث میں ہے کہ جس شخص پر لعنت کی جاتی ہے اگر وہ مستحق لعنت کا نہیں ہوتا تو یہ لعنت اُس کہنے والے پر لوٹتی ہے۔ (ابوداؤد)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالٰے کے قہر و غضب یا جہنم کی لعنت یا بددعا کسی پر نہ کرو۔ (ابوداؤد)

ایک حدیث میں ہے کہ مومن پر لعنت کرنا ایسا گناہ ہے جیسے اس کو قتل کر دیا۔ (بخاری)

لعنت کرنا جیسے مسلمان پر جائز نہیں بلکہ کسی جانور پر بھی جائز نہیں حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے ساتھ سفر میں تھے۔ اس نے اپنے اونٹ کو لعنت کے الفاظ کہے۔ آپ نے فرمایا کہ جس اونٹ پر تم لعنت کرتے ہو اس پر ہمارے ساتھ نہ چلو۔

تنبیہ، اس بے لذت و بے فائدہ گناہ میں بھی ہزاروں مسلمان بالخصوص عورتیں مبتلا ہیں۔ اُن کی زبان پر خدا کی مار، پھٹکار، مردود، آگ لگے، غضب آوے وغیرہ الفاظ ایسے چڑھے ہوتے ہیں کہ بات بات پر انہی الفاظ کی مشق ہوتی ہے۔ حالانکہ یہ الفاظ لعنت کے الفاظ ہیں۔ ان کا استعمال حرام اور کہنے والے کے لئے دین و دنیا کی بربادی کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اس سے بچائے۔ آمین!

اخلاص

ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن جن لوگوں کی میں شفاعت کروں گا ان میں زیادہ خوش نصیب وہ شخص ہو گا جس نے خلوص دل سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا ہو گا۔ (بخاری)

مولانا مشکور احمد صاحب شائق۔ پالن پوری

غیبت

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ (حجرات)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! تم بہت سے گمانوں سے بچا کرو کیونکہ بعضے گمان گناہ ہوتے ہیں اور سراغ مت لگایا کرو۔ اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے اس کو تم ناگوار سمجھتے ہو۔

•

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ایک ایسے بڑے گناہ سے منع فرمایا ہے۔ جس کے ہوتے ہوئے دین اور دنیا دونوں تباہ مگر ابتلاء بھی اس میں عام ہے۔ سبحان اللہ! ایسا عجیب انداز اور ترتیب اختیار فرمائی ہے کہ اس بڑے گناہ کی جڑ ہی کٹ گئی۔ پہلے بدگمانی سے بچنے کو فرمایا پھر سوال یہ پیدا ہوا کہ بدگمانی نہ کریں۔ دوسروں کے عیب کی تحقیق کر لیا کریں؟ منع فرما دیا کہ سراغ لگا کر دوسروں کے عیب کی تحقیق نہ کرو۔ پھر یہ سوال پیدا ہو سکتا تھا کہ اچھا سراغ تو نہ لگائیں اگر بلا سراغ لگائے کسی کا عیب معلوم ہو جائے تو بیان کیا کریں؟ فرما دیا کہ دوسروں کا عیب معلوم ہو جانے پر بھی بیان نہ کیا کرو آگے حکم میں غفلت اور کوتاہی کرنے والوں کو زجر اور تنبیہ فرما دی کہ جب تم اپنے مردہ بھائی کے گوشت کو کھانا پسند نہیں کرتے تو بھلا غیبت کو کیسے پسند کرتے ہو۔ کیونکہ غیبت بھی تو مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے۔

اور احادیث میں تو بکثرت ایسے واقعات ارشاد فرمائے گئے ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کی غیبت کی گئی اس کا حقیقتاً گوشت کھایا جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ چند لوگوں کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ دانتوں میں خلال کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے تو آج گوشت چکھا بھی نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فلاں شخص کا گوشت تمہارے دانتوں کو لگ رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ اس شخص کی غیبت کی تھی۔

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دو قبروں پر گذر ہوا تو ارشاد فرمایا ان دونوں کو عذاب قبر ہو رہا ہے ایک کو لوگوں کی غیبت کرنے کی وجہ سے دوسرے کو پیشاب سے احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سود کے ستر سے زیادہ درجے ہیں سب سے سہل اور ہلکا درجہ اپنی ماں سے زنا کرنے کے برابر ہے۔ اور بدترین سود مسلمان کی آبروریزی ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے الغیبة اشد من الزنا (یعنی گناہ کے اعتبار سے غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت ہے۔ اس پر صحابہؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کس طرح غیبت

زنا سے زیادہ سخت ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا اس لئے کہ زنا کرنے والا جب توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں اور اس کی مغفرت فرما دیتے ہیں لیکن غیبت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا۔ جب تک کہ جس کی غیبت کی ہے وہ خود معاف نہ کر دے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیبت حقوق العباد ہے جب تک بندہ معاف نہ کرے اللہ تعالیٰ بھی نہیں معاف فرماتے۔

دوسری بات یہ ہے کہ زنا کو ہر انسان بُرا اور گناہ سمجھتا ہے اس لئے توبہ کی توفیق ہو جاتی ہے مگر آج کل غیبت کا حال تو یہ ہے کہ اس کو گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا پھر توبہ کیوں کرے گا وہ تو اچھا ہی سمجھ کر غیبت کرتا ہے۔

غیبت کا دُنیوی وبال

ایک خرابی عیب جوئی اور عیب گوئی میں یہ بھی ہے کہ جس کی برائی آپ بیان کر رہے ہیں۔ اس کو خبر ہونے کے بعد یہ دشوار ہے کہ وہ آپ کو بُرا نہ کہے۔ پھر اس کے جواب میں آپ اس کو بُرا نہ کہیں۔ ان عیب گوئیوں کا انجام یہ ہوتا ہے کہ آپس میں عداوت اور دشمنی قائم ہو جاتی ہے اور بعض اوقات یہ عداوت سالہا سال پشت در پشت چلتی رہتی ہے جس سے خاندان کے خاندان تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔

غیبت سننا بھی حرام ہے

حدیث میں ارشاد فرمایا گیا ہے المستمع احد المغتابین یعنی غیبت سننے والا غیبت کرنے والے کی طرح ہے لہذا غیبت بلکہ کسی بھی مجلس فسق میں نہ بیٹھے اگر پہلے سے بیٹھا ہو اور غیبت وغیرہ ہونے لگے تو منع کر دے اگر اس پر بھی قدرت نہ ہو تو اس مجلس سے اُٹھ جائے۔

غیبت کرنے اور سننے پر عبرت کے چند واقعات

خالدؒ ربعی کہتے ہیں کہ میں ایک روز جماعت کے ساتھ جامع مسجد میں بیٹھا تھا اس جماعت نے کسی شخص کی غیبت کی میں نے ان کو منع کیا پھر انہوں نے غیبت کی اس دفعہ میں شریک ہو گیا۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک طویل قد اور سیاہ شخص آیا اس کے ہاتھوں میں ایک طباق تھا جس کے اندر سؤر کا گوشت تھا مجھ سے کہا کہ اس گوشت کو کھاؤ۔ میں نے جواب دیا سؤر کا گوشت حرام ہے بخدا میں نہ کھاؤں گا۔ اس نے کہا تم سؤر کے گوشت سے بدترین چیز کھا چکے ہو یعنی مسلمان کا گوشت جس کی تم نے غیبت کی ہے پھر سؤر کا گوشت کیوں نہیں کھاتے۔؟ آخرکار اس نے وہ گوشت زبردستی میرے منہ میں ڈال دیا اگرچہ میں اس کو قبول نہ کرتا تھا۔ بیدار ہونے کے بعد میرے منہ سے سؤر کے گوشت کی بدبو آئی۔

(تنبیہ الغافلین)

منقول ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے دریافت فرمایا کہ بتاؤ اگر کوئی سوتا ہو اور غفلت میں اس کا تھوڑا سا ستر کھل گیا اس حالت میں جو کوئی اس کو دیکھے گا وہ کھلے ہوئے کو چھپا دے گا یا پوشیدہ کو بھی کھول دے گا؟ ان کے صحابہ نے جواب دیا۔ سبحان اللہ! بقیہ کو کس طرح کھول دے گا —— بلکہ دیکھنے والا ظاہر کو بھی پوشیدہ کر دے گا۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے فرمایا جس وقت کوئی خبیث کسی کی غیبت کرتا ہے اور اس کے پوشیدہ عیب کو ظاہر کرتا ہے۔ پھر سننے والا غیبت میں شریک ہو کر اس کے اور عیوب کو بھی کھول دیتا ہے گویا اس کے پوشیدہ ستر کو بھی کھول دیا۔

حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا واقعہ ہے کہ کسی نے آپ کی برائی بیان کی آپ نے اس کے پاس ہدیہ بھیجا۔ امام صاحبؒ کی نسبت لکھا ہے کہ آپ کبھی کسی کی غیبت نہ کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں کسی کی غیبت کرتا تو اپنی ماں کی کرتا تاکہ میری نیکیاں میری والدہ ہی کو ملیں۔ دوسروں کے پاس تو نہ جائیں۔

حضرت سفیان ثوریؒ فرمایا کرتے تھے۔ ابوحنیفہؒ بڑے عقل مند ہیں۔ ہماری نیکیاں تو لے لیتے ہیں مگر اپنی نیکیاں کسی کو نہیں دیتے یعنی چونکہ ہم ان کے متعلق کچھ کہہ دیتے ہیں۔ تو اس کے بدلے ہماری نیکی ان کو مل جاتی ہے اور وہ کسی کی برائی نہیں بیان کرتے۔

اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے کہ ہم لوگ اس سے بہت ہی غافل ہیں عوام کا ذکر نہیں، خواص تک مبتلا ہیں۔ دنیاداروں کو چھوڑیئے۔ دینداروں کی مجالس بھی بالعموم اس سے خالی نہیں ہوتی ہیں اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ اس کو غیبت بھی نہیں سمجھا جاتا۔ اگر اپنے یا کسی کے دل میں کچھ کھٹکا بھی پیدا ہو تو اس پر اظہار واقعہ کا پردہ ڈال دیا جاتا ہے۔

غیبت کسے کہتے ہیں؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا کہ غیبت کیا چیز ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کسی کے پس پشت ایسی بات کرنا جو اسے ناگوار ہو۔ سائل نے پوچھا کہ اگر اس میں واقعۃً وہ بات موجود ہو جو کہی گئی ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ہی تو غیبت ہے اگر واقعۃً موجود نہ ہو تو بہتان ہے (اور بہتان کا گناہ غیبت سے بھی زیادہ ہے)۔

غیبت کے درجے

غیبت کے چار درجے ہیں۔

ایک صورت میں غیبت انتہائی خطرناک ہے وہ یہ کہ غیبت کرنے والے کو کسی نے منع کیا اس پر اس نے کہا۔ یہ غیبت کہاں ہے؟ میں تو اس کا واقعی عیب بیان کر رہا ہوں (اوپر معلوم ہو چکا کہ واقعی عیب کا بیان کرنا ہی غیبت ہے) تو گویا ایسا شخص اللہ تعالےٰ کی حرام کردہ معصیت کو جائز اور حلال سمجھ رہا ہے جس سے ایمان جانے کا خطرہ ہے اس میں عام ابتلاء ہے۔ اللہ عزّ و جل پناہ میں رکھے۔ غیبت کی دوسری صورت نفاق ہے وہ یہ کہ ایسے شخص کا نام لے کر غیبت کرتا ہے جس کو سننے والے جانتے ہیں۔ اور اس غیبت کے باوجود اپنی ذات کو پرہیزگار سمجھتا ہے۔ تیسری قسم معصیت ہے وہ یہ کہ جاننے والوں کے سامنے نام لے کر غیبت کرتا ہے مگر اس کو گناہ سمجھ رہا ہے اس میں بھی توبہ ضروری ہے۔ چوتھی صورت جائز ہے وہ یہ کہ ایسے شخص کے عیوب کو بیان کیا جائے۔ جو علی الاعلان فسق و فجور کرتا ہے یا بدعت میں مبتلا ہے بلکہ جس سے لوگوں کے جان و مال کا خطرہ ہو اسی طرح جن سے دین برباد ہو جانے کا خطرہ اور اندیشہ ہو (جیسے بدعتی اور جھوٹے پیر و فقیر) ایسے لوگوں کے عیوب کو بیان کرنا واجب ہے۔

ایسے لوگوں کے عیوب بتلانے والے کو اجر و ثواب بھی ملے گا اور معلوم ہوتے ہوتے اگر کسی نے دین اور دنیا کے ڈاکوؤں کی پردہ پوشی کی اور لوگوں کے سامنے ان کی بدکرداریاں ظاہر نہ کیں تو یہ شخص فریضۂ تبلیغ کا تارک سمجھا جائے گا اور اس کے بتلانے سے جو لوگ بچ جاتے اور اب مبتلا ہو گئے تو ان ڈاکوؤں کے گناہ میں یہ شخص بھی برابر کا شریک ہوگا (درمختار)

انسان کی تخلیق اور اس کا فرض

اسلام الحق سہارنپوری مظاہری

باری تعالےٰ نے اس انسان کو اشرف المخلوقات کا شرف بخشا۔ اور اسی انسان کے لئے یہ تمام کائنات ظہور میں آئی اور اس انسان کے لئے یہ تمام کائنات کا نظام قائم رکھا۔ چاند بھی انسان کے فائدے کے لئے، سورج بھی اسی انسان کے فائدے کے لئے اور تمام مخلوق محض اسی انسان کے لئے اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے خود اس انسان کو کس مقصد کے لئے پیدا کیا ہے؟ خود خالق کائنات اپنی آخری کتاب میں فرماتا ہے قولہ تعالےٰ۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۝

ترجمہ:۔ اور نہیں پیدا کیا ہم نے جن اور انسان کو مگر عبادت کے لئے۔

معلوم ہوا کہ مقصد حیات کیا ہے۔ وہ ہے عبادت!

اب انسان کا کام بھی یہی ہونا چاہیئے کہ اپنے فرض کو اس اہتمام سے ادا کرے۔ جیسے تمام کائنات مشیّت ایزدی کے مطابق انسان کے فائدے کے لئے مصروف کار اور ادائیگی فرض میں مشغول ہیں۔ (یعنی اپنے خالق کی عبادت سے کسی وقت غافل نہ ہو۔ عقل کا بھی یہی تقاضا ہے کہ اپنا فرض ادا کریں۔ جب باری تعالےٰ نے انسان کے سپرد ایک کام کیا ہے تو اس کو ادا کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اپنے خالق محسن اور پروردگار کے احکام کی خلاف ورزی کرنا انصاف سے بعید ہے۔

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند
تا تو نانے بکف آری و بغفلت نہ خوری

لہذا ہمیں چاہیئے کہ ہم اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعمیل کے سلسلہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک کو جو کہ ایک مکمل نمونہ ہے۔ سامنے رکھ کر غور و فکر کریں۔ اور دیکھیں کہ آیا آپؐ کی زندگی کا کوئی شعبہ بھی حکم خالق کے خلاف پایا جاتا ہے۔ جواب نفی ہی میں ملے گا۔

اور اگر اسی طریقہ سے حضرات صحابہ کرام رضؓ کی از اوّل تا آخر

غیبت سے بچنے کی ترکیب

جہاں تک ہو سکے زبان کی حفاظت کرے۔ بلاضرورت کسی کا اچھا برا تذکرہ نہ کرے، نہ سنے۔ اپنے ضروری کاموں میں مشغول رہے۔ پہلے سوچ لے کہ یہ گناہ کی بات تو نہیں ہے۔

بخاری شریف کی ایک حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جس کا حاصل یہ ہے:۔

"جو میرے لئے اپنی زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی ضمانت دیگا میں اس کے لئے جنت کی بشارت دیتا ہوں"

دوسری حدیث میں ہے۔ مَنْ صَمَتَ نَجَا۔ جو خاموش رہا (یعنی بلاضرورت بات نہ کی) اس نے نجات پائی۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو غیبت اور دوسرے گناہوں سے محفوظ رکھے۔ آمین!

تمام زندگی کے ہر ہر پہلو پر ایک نظر ڈالیں گے تو معلوم ہوگا کہ انھوں نے اپنے اصلی مقصد تخلیق کو کبھی نظرانداز نہیں کیا۔

موجودہ دور میں عبادت کے مفہوم سے آپ کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ تاریخ و واقعات سے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ رضؓ تجارت پیشہ بھی تھے۔ شادیاں بھی کرتے تھے اور تمام دنیا کے کام بھی انجام دیتے تھے۔ تو انھوں نے تمام عمر اور تمام وقت کو عبادت الٰہی میں کیسے صرف کیا ہوگا۔

دوستو! یہی تو ایک عجیب و غریب بات ہے۔ جس سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ رہبانیت عبادت نہیں ہے بلکہ خواہشات نفس کی اطاعت کا دوسرا نام رہبانیت ہے۔ عبادت کو تو اس سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کا ہر ہر کام عبادت میں شمار کیا ہے۔ چاہے وہ شادی کرے، تجارت کرے، صنعت و حرفت کا کوئی شعبہ بھی اختیار کرے یہ سب ہی عبادت میں شمار ہو سکتی ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ایک شرط بھی ہے۔

وہ شرط یہ ہے کہ اگر آپ شادی کرتے ہیں تو حکم خداوندی اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے رکھ کر کریں۔ اور اگر یہ بات مدنظر نہ ہوگی تو یہ شادی، بربادی کہلانے کی مستحق ہوگی۔ اسی طریقہ سے آپ اپنی تجارت و صنعت کو لے لیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ آپ کی تمام زندگی اور اس کا ہر پہلو عبادت ہے۔ بشرطیکہ رضائے خداوندی اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیش نظر رہے۔

باری تعالیٰ اس مضمون کو دوسری آیات میں بیان فرماتے ہیں

قولہ تعالیٰ۔ قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ ۔

ترجمہ:۔ فرما دیجئے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو۔ پس اگر وہ اعراض کریں (نافرمانی کریں) تو بے شک اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا نافرمان کو۔

اس آیت شریف سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں۔ عبادت کریں۔ اور اللہ تعالیٰ جس طریقہ سے حکم فرمائیں اس طریقہ کے مطابق اپنی اس چند روز زندگی کو گذاریں تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کے انعامات پانے کے لائق ہوں۔ اور اگر اس کی نافرمانی کی اور اس کے حکم پر زندگی بسر نہ کی تو ہم خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ کے مصداق بن جائیں گے۔

باری تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ

ترجمہ:۔ اگر تم شکر کروگے (اطاعت) تو ضرور بالضرور زیادہ (انعامات عطا کرونگا اور اگر کفران نعمت (نافرمانی) کروگے تو بے شک میرا عذاب سخت ہے۔

اس آیت شریف میں بھی یہی ارشاد ہے کہ میرا حکم مانو۔ میں نے تم کو جو جو نعمتیں بخشی ہیں۔ ان کا شکر ادا کرو۔ یعنی میرے حکم کے مطابق عمل کروگے۔ تو تم پر اپنے انعامات میں اور روز بروز اضافہ کروں گا۔ لیکن اگر میری نافرمانی کی گئی اور نعمت کو ٹھکرایا گیا تو میرا عذاب بھی بہت سخت ہے۔

حاصل کلام

ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی زندگی کو دین محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر گذاریں اور اپنے اصلی منصب کو نہ بھولیں۔ کوئی گھڑی بھی اس کے حکم کی خلاف ورزی میں صرف نہ ہو۔

سجدۂ شکر

ابوبکرہ رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی خوشی کا واقعہ پیش آتا یا آپ کسی بات سے خوش کئے جاتے تو خدا کا شکر ادا کرنے کے لئے سجدہ میں گر پڑتے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)

استقبالِ رمضان المبارک

نظر آیا اُفق پر جب ہلالِ ماہ رمضانی
ہوئی انسانیت پر رحمتِ حق کی فراوانی

یہی ہے فضل و رحمت کا مہینہ سب مہینوں میں
اسی میں آپؐ پر نازل ہوئیں آیاتِ قرآنی

مسلمانو! خدا کی رحمتوں سے جھولیاں بھر لو
کہ ان ایام میں ہے رحمتِ حق کی فراوانی

مبارک ہیں یہی دن اور مبارک ہیں یہی راتیں
انہی راتوں میں ہوتے ہیں منور قلبِ ایمانی

مسلمانو! نجاتِ اخروی پانے کے دن آئے
بنو صائم، نمازی تم پہ ہوگا فضلِ رحمانی

وہ دیکھو ابرِ رحمت چھا رہا ہے چارسُو لوگو!
اسے تم سینچ لو، شاداب کرلو، کشتِ ایمانی

نور

بقیہ اداریہ صفحہ ۳ سے آگے

صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم میدانِ جہاد میں ساتھ لے جاتے تھے۔ پھر دنیا کے کونے کونے میں جہاں مسلمان آباد ہیں جہاد شروع ہو کر اینٹ سے اینٹ بج جائے گی۔ سبحان اللہ! کیا رعب تھا۔ اسی دن سب نے نازک صورتِ حال سے اپنی اپنی حکومتوں کو مطلع کیا اور وہ تماشا فوراً ملتوی کر دیا گیا۔ مسلمان اِس گئے گذرے زمانے میں بھی سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں مگر اپنے آقا و مولیٰ کی توہین و تنقیص کسی طرح برداشت نہیں کر سکتے۔

ہم حکومت پاکستان سے بحیثیت ایک بڑی مسلم حکومت ہونے کے بجا طور پر یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ اس سلسلہ میں تحقیقات اور زبردست احتجاج کرے اور ایسے لعنتی خیالات و اقدامات کو روکنے کے لئے اپنی پوری کوشش صرف کر دے۔ مسلمانوں میں باوجود انتشار و پراگندگی کے نامِ پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی وجہ سے باہمی انس و تعلق قائم ہے اسی پاک رابطہ کے دھاگے سے تسبیح کے دانے اکٹھے ہیں۔ اور ع

اس نام سے ہے باقی نام ونشاں ہمارا

اگر آج مراکش سے مصر تک کے مسلمانوں نے اس صدمہ کو محسوس کیا ہے تو ہم پاکستانی مسلمان زیادہ حق رکھتے ہیں۔ کہ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے سپر بن جائیں

ہمارا ملک اسلامی ملک ہے نہ اس ملک کی طرح اسلامی روایات کسی جگہ محفوظ ہیں نہ علمی و عملی میدان میں کوئی ہم سے آگے ہے۔ نہ یہاں کی طرح کہیں اسلامی درسگاہیں ہیں نہ یہاں کی طرح اسلامی شعائر کا اہتمام و انتظام ہے۔ ہماری حکومت نے بھی تمام اسلامی ممالک سے ہمدردی کا اعلان کر کے عالمگیر اخوت کی دعوت دی ہے۔ اس لئے یہ فرض بھی ہم پر عائد ہوتا ہے کہ ہم اس قسم کے تمام فتنوں کے انسداد کے لئے تیار ہوں۔ نہ اسلاف کی تصویریں شائع ہونے دیں نہ اسلامی تعلیمات کے خلاف لٹریچر پاکستان میں داخل ہونے دیں اور نہ ہی اس قسم کی بے ہودہ حرکات میں کسی بڑی سے بڑی طاقت کا لحاظ کریں۔ اگر ہم آج دین کے احترام کا فیصلہ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اتباع کا عزم بالجزم کر لیں تو کل ہماری حالت بدل جائے غیب سے اسبابِ قوت و شوکت مہیا اور نصرتِ الٰہی کا نزول شروع ہو جائے۔

ایک بزرگ کا واقعہ ہے کہ وہ معمولی سے آدمی تھے مگر اتفاقاً کاغذ کا ایک پرزہ نالی میں گرا ہوا دیکھا۔ اس پر پاک کلمات تھے فوراً اٹھا کر اس کو دھویا پاک کر کے اس کو ادب سے رکھا۔ اسی روز خواب میں دیکھا۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں تم نے میرے نام کا احترام کر کے اس کو پاک کیا میں نے تمہارے دل کو پاک کر دیا۔ اور تمہارے سارے گناہ معاف کر دیئے اسی دن سے وہ ولی اللہ ہو گئے۔

اللہ تعالےٰ کی ذات نکتہ نواز اور قدردان ہے۔ آپ ایک بالشت اس کی طرف قریب ہوں اس کی رحمت ہاتھ بھر قریب ہوگی۔ آپ گرتے پڑتے اس کی طرف قدم اٹھائیں اس کی رحمت دوڑ کر آپ کو اپنی آغوش میں لے لے گی۔ آپ اس کے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے لئے حرکت کریں وہ اس میں برکت ڈال دے گا اور آپ کے سر کو دنیا میں بھی اونچا کرے گا۔ اللہ تبارک و تعالےٰ اور بندوں کے درمیان ادب و محبت کا نہایت نازک اور لطیف تعلق ہے جس کو مادی دنیا اور گستاخ مخلوق نہیں سمجھ سکتی۔ ہمارے اسلاف کو اس نکتہ دانی نے اوج ثریا پر پہنچا دیا تھا اور ہم کو اسی کے ترک اور بے راہ روی نے تحت الثریٰ تک پہنچا دیا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم کو بصیرت عطا فرمائے اور عشق نبوت کی وہ چنگاری نصیب کرے۔ جو باطل کے خرمن کو جلا کر رکھ دے۔ آمین یا رب العالمین!

توارت میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر

کعب رضی اللہ عنہ توراۃ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے توراۃ میں یہ لکھا ہوا پایا ہے۔۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا تعالےٰ کا رسول اور بندہ یعنی خدا تعالےٰ کا بندۂ مختار ہے وہ نہ تو درشت خو ہے نہ سخت اور نہ بازاروں میں شور مچانے والا اور وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں لیتا بلکہ معاف کر دیتا اور بخش دیتا ہے۔ اس کی پیدائش کی جگہ مکہ ہے اور ہجرت کی جگہ طیبہ (مدینہ) اور اس کی حکومت شام میں ہے اور اس کی امت بہت حمد کرنے والی ہے۔ جو خوشی اور غمی یا راحت و تکلیف دونوں حالتوں میں خدا تعالےٰ کا شکر کرتی اور تعریف کرتی ہے۔ وہ جہاں ٹھہریں گے خدا تعالےٰ کا شکر بجا لائیں گے اور خدا تعالےٰ کی بڑائی کریں گے یعنی اللہ اکبر کہیں گے۔ ہر زوال چاند اور سورج کی رعایت و نگہبانی کریں گے (یعنی اس کے طلوع غروب اور زوال کا بھی خیال رکھیں گے) جب نماز کا وقت ہو نماز پڑھیں گے۔ اپنی کمر پر ازار بند باندھیں گے اور اپنے جسم کے اطراف پر وضو کریں گے۔ (یعنی ہاتھ پاؤں اور منہ پر وضو کریں گے

باقی صفحہ ۱۸ پر

بقیہ مقصدِ حیات (بچوں کا صفحہ)

صفحہ ۱۹ سے آگے

ہو جائے گی۔ ذرا آزما کر دیکھیں تو۔

میرے عزیزو! میں نے یہ تجربہ خود کئی بار کیا۔ واللہ خدا کی قسم بہت ہی کارگر پایا۔ سو بلاؤں کی ایک دوا ہے۔ عجیب اکسیر نسخہ ہے۔ ہر مرض کے لئے تیر بہدف ہے۔ تن مردہ میں نئی روح پھونک دیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کیا ہی خوب ہے۔ عَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو اللہ کا ذکر کرے اور جو نہ کرے اُن کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔

اللہ تعالٰے کا ارشاد گرامی ہے "خبردار کسی دل کو اطمینان حاصل نہیں مگر سوائے اللہ کے ذکر کے" دوستو! اللہ کے اس فرمان میں ذرہ برابر شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ اگر تم سچی خوشی کے متمنی ہو، مسرت سے ہمکنار ہونا چاہتے ہو، مصیبتوں سے چھٹکارا چاہتے ہو، طمانیت قلب کے خواہاں ہو، اور مقصد حیات تک رسائی چاہتے ہو تو پھر اس بات کو پلّے باندھ لو کہ اللہ کے ذکر کے سوا اطمینان حاصل نہیں ہو سکتا۔ اپنے دین کی طرف خاص طور پر دھیان دو۔

مادی دنیا میں اتنا دل نہ لگاؤ کہ دین سے ہی ہاتھ دھو بیٹھو۔ اگر تم آٹھ گھنٹے دوسرے کام کرتے ہو تو ضروری ہے کہ تم اتنا ہی وقت اللہ تعالٰے کی بندگی اور اذکار میں گزارو جب مصیبت پیش آئے تو اُسی کی طرف رجوع کرو جب خوشی حاصل ہو تو اُسی کا احسان مانو پھر تمہیں قلبی اطمینان حاصل ہوگا، روحانی خوشی نصیب ہو گی۔ جو کہ مقصد حیات کی تکمیل ہے۔ نماز خمسہ کی پابندی کے بعد انمول موتی ملاحظہ ہو۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے سبحان اللہ و بحمدہٖ دن میں سو مرتبہ پڑھا۔ اُس کے تمام گناہ مٹا دئے جائیں گے۔ اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں" بھئی! کیا آسان طریقہ ہے۔ ذرا سی زبان ہلانے سے گناہ بھی معاف اور اللہ تعالٰے بھی راضی آؤ کوشش کریں کہ ہماری ہر گھڑی، ہر لمحہ اللہ کے ذکر اور حمد میں گذرے۔ اپنے نصب العین کی جستجو میں دنیا کے ساتھ ساتھ دین کو بھی دھیان میں رکھیں اور اُس پر سختی سے عمل پیرا ہوں۔ ایمان کی مشعل کو اللہ تعالٰے کے ذکر و اذکار سے روشن کرتے رہیں۔

بقیہ مجلس ذکر صفحہ ۶ سے آگے

رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتے رہینگے اسی کی طرف میں آپ کو بلاتا رہا ہوں۔ جو علمی طور پر خدمت کر سکتے ہیں۔ وہ درس قرآن دیں

مجھے استاذ مولانا سندھیؒ ملے اور شیخ امروٹیؒ ان حضرات کی دعاؤں سے اللہ تعالٰے نے اشاعت قرآن کی توفیق دی۔ میں ہزاروں قرآن پڑھا چکا ہوں۔ ان کے علاوہ ایک ہزار سے زائد عالم درج رجسٹر ہیں۔

پہلے اس مسجد میں دن کو گیدڑ جوتیاں اٹھا کر لے جاتے تھے۔ ایک یہ گناہ گار بندہ آکر بیٹھ گیا۔ اللہ تعالٰے نے یہیں منگل بنا دیا بڑے بڑے بادِ مخالف کے جھونکے آئے۔ اور گزر گئے۔ آخر میں میں آپ سے پھر درخواست کرتا ہوں۔ کہ آپ کو اللہ تعالٰے نے جو مرکز عطا کر رکھا ہے۔ اس سے وابستگی کو اپنے لئے لازم سمجھئے۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

بقیہ تورات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر

ان کا منادی کرنے والا (یعنی اذان دینے والا) آسمان و زمین کے درمیان ندا کرے گا (یعنی بلند مقام پر کھڑے ہو کر اذان دے گا۔ جنگ میں اور نماز میں ان کی صف بندی مساوی ہوگی۔ رات کو ان کی آواز پست ہے۔ جیسے کہ شہد کی مکھی کی آواز (یعنی رات کو خفیہ عبادت کریں گے۔ (مصابیح۔ دارمی)

انسان کا کفر

ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خداوند بزرگ و برتر نے فرمایا ہے کہ آدم کا بیٹا (انسان) مجھ کو جھٹلاتا ہے۔ اور یہ (فعل) اس کے شایاں نہیں۔ اور مجھ کو بُرا کہتا ہے۔ اور یہ فعل اس کو مناسب نہیں۔ اور (مجھ کو انسان کا) جھٹلانا تو یہ ہے کہ وہ یہ کہتا ہے کہ جس طرح مجھ کو خدا نے پیدا کیا ہے۔ وہ مرنے کے بعد اسی طرح مجھ کو دوبارہ ہرگز زندہ نہ کرے گا۔ حالانکہ اس کا پہلی بار پیدا کرنے کی نسبت مجھ پر اس کا دوبارہ پیدا کرنا زیادہ آسان ہے۔ اور اُس کا بُرا کہنا یہ ہے کہ وہ یہ کہتا ہے کہ خدا نے اپنا بیٹا بنایا ہے۔ (جیسا کہ مسیحی، عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ حالانکہ میں تنہا اور بے پروا ہوں۔ نہ مجھ کو کسی نے جنا اور نہ میں نے کسی کو جنا۔ اور نہ کوئی میرا کفو (یعنی میرا ہم پلہ اور ہم قوم) ہے اور حضرت ابن عباسؓ سے جو روایت منقول ہے اس میں یہ الفاظ ہیں کہ انسان کا مجھ کو بُرا کہنا یہ ہے کہ وہ میری نسبت یہ کہتا ہے کہ خدا کا بیٹا ہے۔ حالانکہ میں بیوی یا بیٹا بنانے سے پاک ہوں۔ (بخاری)

بچوں کا صفحہ

مقصدِ حیات

(سچی خوشی کا راز)

محمد انور منٹگمری کالج سٹوڈنٹ

بھلا یہ تو بتائیں کہ ہم سب پڑھ کیوں رہے ہیں؟ اسی لئے کہ کوئی اچھی نوکری مل جائے۔ زندگی آرام سے کٹے۔ سکھ چین اور خوشی نصیب ہو۔ انسانی زندگی کا منتہا یہی خوشی حاصل کرنا ہے۔ امیر سے لے کر غریب تک، ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ تک سبھی اسی خوشی کو حاصل کرنے کے لئے تگ و دو کرتے ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ کیا یہ مادی قدریں سچی خوشی کا باعث ہیں کیا واقعی یہ رواں دواں کاروں والے اونچے نیچے محلوں والے یہ کروڑپتی اور لکھ پتی خوش ہیں۔

عزیزو! تم نے ضرور سنا ہوگا کہ آج دنیا میں روس اور امریکہ بہت زیادہ طاقتور اور امیر ملک ہیں امریکہ کے ایک فرد کی آمدنی ہمارے ملک کے فرد سے ہزار گنا زیادہ ہے۔ لیکن آپ کے پڑھنے اور سننے میں اکثر آیا ہوگا کہ وہاں کے لوگوں میں سکھ اور آرام نام کو بھی نہیں۔ اسی فیصد ایسے آدمی ہیں کہ انہیں رات کو دواؤں اور ٹیکوں کے بغیر نیند ہی نہیں آتی۔ یہ ایسا کیوں ہے اتنی دولت ہونے کے باوجود بھی انہیں اطمینان قلب کیوں حاصل نہیں۔ صاف پانی کی طرح عیاں ہے کہ وہ ایک بات میں تو حد سے آگے نکل گئے ہیں اور ایک میں سب سے پیچھے رہ گئے ہیں۔ مادی دنیا میں تو پورے عروج پر ہیں۔ اور روحانی دنیا میں بالکل صفر ہیں۔

روحانیت اور مادیت زندگی کے دو جزء ہیں۔ مادیت کا تعلق جسم سے ہے اور روحانیت کا رُوح سے ہے۔ دنیاوی علم پڑھنا مادی قدروں سے روشناس ہونا جسم کی غذا ہے۔ دین کا علم پڑھنا اللہ تعالیٰ کو قادر مطلق جاننا اُس کی مقرر کی ہوئی حدوں پر چلنا، اُس کا ذکر اور بندگی کرنا روح کی غذا ہے۔ یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ زندگی کی گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ کسی ایک کے خراب ہو جانے پر تباہی یقینی ہے۔ اگر تم مادی پہلو کو ہی سامنے رکھوگے تو ذرا سی مصیبت آنے پر علت و معلول، اسباب و نتائج کے چکر میں ایسے پھنسو گے کہ آنکھوں کا چین اور دل کا آرام سب کچھ کافور ہو جائیگا اس کا حل نظر نہیں آئے گا جتنا زیادہ سوچو گے یہ گتھی اتنی ہی زیادہ الجھتی جائے گی۔

اب اگر آپ کا روحانی دنیا سے بھی کچھ تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ کو قادرِ مطلق، مشکلکشا اور حاجت روا سمجھتے ہو۔ سچے دین پر قائم ہو اُسکی مقرر کردہ حدبندیوں پر چل رہے ہو تو پھر کوئی تکلیف پیش نہ آئے گی اگر آ بھی جائے تو آپ فوراً اپنے اعمال کا جائزہ لیں گے کہ کون سا گناہ سرزد ہوا۔ پھر اُسی وقت اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑاؤ گے۔ اُسی کو اپنا ملجا و ماوٰی جانوگے، اپنے غم کا مداوا اُسی کو سمجھوگے۔ آپ دیکھیں گے کہ اُس ربّ غفور کے سامنے ذرا سی عاجزی و زاری کرنے سے سارے غم کافور ہو جائیں گے۔ دل میں ایک عجیب اطمینان چین اور سکون آ جائے گا طبیعت شگفتہ

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری C.B.T.۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں زیر اہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا